

تنویم اور نفسیاتی علاج



Published by

FREE AMLIYAAT BOOKS ..PDF

FREE AMLIYAAT BOOKS.....pdf
<http://www.facebook.com/groups/freeamliyatbooks/>

دیباچہ کے اس شخص کو اس مقام پر زعم ہو جائیگا۔ اس ملک کے اثر کو زیادہ اور تقویت ملے گی جس نے کسی سے اس کے ساتھ ہی جبر میں بیاض اس اہمال بھی شامل ہوتے ہیں۔

مستعدی جادو۔ ایک نئے عام طرز پر بالوں، ناخنوں اور خواتین کو مستعمل کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں جسمی کو اذیت دینے کیلئے ایک مسکے بالوں کو جو دیا جاتا ہے۔ اور بالوں کی مانتا ہے، چونکہ بالوں کا لمس اس کے جسم سے روکھا ہے۔ اس لئے اس کے سر میں درد ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے میراؤ جادو بڑے بڑے ہاشد سے خاتون کو نکال کر لے کر اپنے احتیاط سے نہیں چھوٹا دیتے بلکہ بڑی حفاظت سے پوشیدہ رکھتے ہیں۔ مسداؤ وہ جس کے ہاتھ نہ لگ جائیں، ایک ڈاکٹر سے جگر کے ایک شخص کا دانت نکال کر اپنے ساتھ لے گیا۔ ایک سال بعد نفس امارت کا بیمار ہو گیا، اسے خیال ہی نہ تھا کہ اس کا دانت کسی دوسرے کے پاس پہنچ چکا ہے۔ اس کے قبیلے کا مسداؤ الزما فی سبیل پیدل سفر کر کے دانت کے پاس دانت خاں سے پہنچا تھا تاکہ مرخصی کا دیم دودر کر سکے۔

مساجر کا احاطہ خیال۔ مساجر کو تقبی بنانا ہے کہ وہ اپنے اہمال سے ہر چیز کو متاثر کر دے تمام امراض کو دھڑک سکتا ہے۔ جس اصول پر جادو کا رازہ مدار ہوتا ہے۔ وہ خیم خیر کی کوئی پرکھنے کی رحمت میں گرا دیا نہیں کرتا۔ اس کے پاس تو دل و دماغ میں شمس ہیں۔ وہ تو بس کو کچھ دیکھتے بلکہ محسوس کرتا ہے۔ اس پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ وہ خود کو انسان پرکھتا ہے۔ اپنے خیالات کو تمام دنیا پر توفیق دیتا ہے۔ اسے اپنی ذات ساری کائنات پر احاطہ کئے ہوئے معلوم ہوتی ہے۔ کسی کو سدا دہ دیکھنا اسے گوارہ نہیں ہوتا اس کے خیالات کی بند پر بازی اسے ظاہر نہیں ہوتا گو تاہم اسے کیسے سمجھ کر دیتی ہے۔ آدھی، جولان اور بارش سے تباہی دیکھ کر وہ نہیں اپنے بس کرنا جانتا ہے۔ صرف جادواری نہیں بلکہ وہ بے جان مشین کو بھی پرکھتا ہے جانتا ہے۔ وہ اپنے مقصد کے حصول کیلئے ہر کام کر دیتا ہے۔ جادو اور منتر کے ہر عمل جڑی بوٹی اور گیہائی اہمال کا بازو لیند ہے۔ اس کی آواز سے اس کے منہ فرشتے پرنا زیا کر کا کام دیتی ہے۔ اور وہ اپنے انجرب اعصاب اور غریب اطوار سے تباہی سنا کر زیادہ منہمک ہو جاتا ہے۔ انفرادی جادو ہر شخص ذاتی اغراض مثلاً اپنی یا اپنے عزیز و اقارب کی حفاظت اور خیر خواہی اور لغات مسیحی کے کیسے کرتا ہے۔ جب مساجر جادو کو لکھتا ہے تو اسے خیر و برکت کا اجماع ہوتا ہے۔ یہ جادو فرد و واحد کی ہوس کیلئے نہیں بلکہ مساجر (سوسائٹی) کی بتری کیلئے کرتا ہے۔ اور صاحب فوت بن جاتا ہے۔ اور اس جادو سے سماج کی باگ ڈور سنبھال کر لے کر اور دانا شخصی ص کے باغ و بستان میں آجاتی ہے۔ یہ امر تندیب کے ارتقا کیلئے کم ضروری نہیں ہے۔

دوا کی امتداد۔ دوا کی امتداد سے بڑھتا ہے۔ کہ جسے جیسے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے قصور میں بھی مختلف تہذیبیں ہوتی ہیں اور توہم پرستی کے مقابل میں حقیقت پرستی جگہ جگہ مل کر رہی ہے۔ تباہی امراض کے شعل جادو اور توہمات کا سلسلہ جاری رہنے کے باوجود آدوہ کا کہ وہ پیشہ کمال میں فروغ ہو گیا۔ جو مریض یا م کے ساتھ خیر کرنا گیا۔ اس غرض کیلئے بہتر ہوگا۔ کہ سماں اقوام کے حالات کا مطالعہ کر لیں۔ جو ابھی تہذیب کے ابتدائی مراحل طے کر رہی ہیں۔ تہذیبستان کے محسوس اور زندہ اور سلسلہ کے ساتھ ہی ہاتھ بعض سادہ دوا سے مستعمل کرتے ہیں۔ ڈاکٹر رپاؤ اسے تحریر کیا ہے۔ کہ دشمن خستہ خیر میں معارضہ جادو کا ہر ہونے کے علاوہ سادہ پیش، قصہ، چونکہ اور بیماری عقل کا استعمال کرتے ہیں۔ آسمن دیا کے اسلی ہاشد سے معالجات میں جادو، منتر اور تحویز کے علاوہ تھون، مسابک کی پہلی اور حقیقت جڑی بوٹیاں برتتے ہیں۔

بابل اور نینوا

اکثر علمائے تاریخ کا خیال ہے۔ کہ انسانی دھڑکا کا طور و سب سے پہلے جنوب مغربی ایشیا میں ہوا۔ بابل اور نینوا اولین عباساتے تھے۔ یہاں تہذیب نے باقاعدہ طور پر گردش پائی۔ چلیوینا اور یونیکسی اور پلاقی صحابہ خانہ (برٹش میوزیم) کی مشترکہ مہم اور آفریقا میں فیکلڈن، ڈاکٹر ڈیمو جوزف اور ڈاکٹر میل تھامس اور ہرنارڈ ڈولی کے انکشافات سے اس نظریہ کو مزید تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔ بابل اور نینوا کی تہذیبیں اس طرح آپس میں ملیں جڑی بوٹی ہیں کہ ان کے درمیان کسی طرح کی حدیث ملتی ہے کہ ان کی ماسکتی، فی اذیت و ہر ایک میں سرچین کے ذریعے ہیں۔ بلکہ معاشرہ تہذیب، تمدن اور تہذیب دونوں کا اہم حلقہ کا باعث ہے۔

تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے۔ کہ عرب سے پہلے طب کی ابتدا بابل اور نینوا میں ہوئی۔ بابل کے بادشاہ نینوا کے بادشاہ کے ہاں ایک ایسا شخص تھا جس نے ایک ایسا دوا بنائی تھی جس میں دس...

سے ہاں کرنا کہ جو حقیقت کھینچے دستِ باب ہوئے ہیں۔ ازل سے وقت سے بڑھائی گئی ہے تمام میں محفوظ ہیں۔ ان میں باب کے متعلق میں جبر کا تصور بلاشبہ ہو چکا ہے۔ ان سے نہ چھینا جاوے۔ کہ ان میں عدمِ صحت جو امر ہو چکا، کہ گنہگار اور مذہبی اعمال پر مشتمل ہو جاتا تھا۔ انہیں باہر سے اس کے ساتھ یہ دیکھ کر گویا کہ مرضی کو چھڑا کر پکڑا جاتا۔ یہاں وہ ایک بار پھر سے علاج پر پہنچتا۔ اگر کسی کو کوئی عذر معلوم نہ تھا۔ تو وہ اسے بنا دیتا۔ جو علاج یہ دوا یا دھڑکڑی ہوئی۔ اسے نہ بھینچا یا چاندی کی تختی پر لکھ کر اسے نشا (دھڑکڑی ہوئی) کے کھیت کے ساتھ دیکھ دیتے تھے۔ اس طرح اندیشہ کے استعمال شروع ہو گیا۔ اور مذہبی حقیقت کے ساتھ طوطا گدا گدا کر جب بائیں کی تہذیب اور جو حقیقت کو طب بھی اس کے شاہان میں نشانہ نشی مخلوق خضر اور یوسفی دیکھتا جس میں کہیں۔ جو عقلی طب کے تعلیم دیتی تھیں۔ اس سب میں ایک ایسا ہی علمی دیکھتا تھا۔ یہاں کے اساتذہ شانی اور جمالی اور دیگر بھی کوئی تعلق ہی نہیں تھے۔

[illegible]

سکھ اور اسلام کا تحصیل ————— عرش کی بکینوں سے جہنم ہوتا ہے کہ باطنی تمام الامراض کو شہابیہ یاقوتیں یا عرش کی صلابت و دہری کے متعلق ہیں جو دنیا و دلوں کی مادہ کی قرار دیتے تھے۔ دور اس قدر دور و دیر سے مشاہدین سے مشہور کئے جانے لگے تھے کہ کسی شخص کی بیماری اس امر کی دلیل تھی کہ اس کے جسم میں شہابیہ یا علول گر گیا ہے۔ اس وقت کہ سن (میشوا) کی ہیبرٹ ہو جا کرتے تھے۔ وہ علامت ہی سے کہتے کہ شہابیہ یا علول سے متاثر ہیں۔ اس وقت کہ سن (میشوا) کی ہیبرٹ ہو جا کرتے تھے۔ وہ علامت ہی سے کہتے کہ شہابیہ یا علول سے متاثر ہیں۔ اس وقت کہ سن (میشوا) کی ہیبرٹ ہو جا کرتے تھے۔ وہ علامت ہی سے کہتے کہ شہابیہ یا علول سے متاثر ہیں۔

علاج کے طریقے - مریض کے علاج کے لیے کئی دواؤں کی ضرورت ہے۔ اس کے مریض کو کھانا پکانا، دواؤں کی خرید و فروخت، اور مریض کو دیکھنا اور سنبھالنا کو مریض کے جسم میں ہونا چاہئے تاکہ وہ دواؤں کو کھائے اور دواؤں کی خرید و فروخت کرے۔ اس کے مریض کو کھانا پکانا، دواؤں کی خرید و فروخت، اور مریض کو دیکھنا اور سنبھالنا کو مریض کے جسم میں ہونا چاہئے تاکہ وہ دواؤں کو کھائے اور دواؤں کی خرید و فروخت کرے۔ اس کے مریض کو کھانا پکانا، دواؤں کی خرید و فروخت، اور مریض کو دیکھنا اور سنبھالنا کو مریض کے جسم میں ہونا چاہئے تاکہ وہ دواؤں کو کھائے اور دواؤں کی خرید و فروخت کرے۔

مقدم

[illegible]

نہایت تپتی ہیں۔ کچھ عیسائی مؤرخ ہیں اس کے معترف ہیں۔ ہسپتال اور ہسپتال کے معنی ہیں۔

۱۱) عیسائیت کے ابتدائی دور میں عیسائیوں نے ان کے اس اصول پر باتیں کیا جاسکتا ہے۔

۱۲) عیسائیت کے ابتدائی دور میں عیسائیوں نے ان کے اس اصول پر باتیں کیا جاسکتا ہے۔

۱۳) عیسائیت کے ابتدائی دور میں عیسائیوں نے ان کے اس اصول پر باتیں کیا جاسکتا ہے۔

۱۴) عیسائیت کے ابتدائی دور میں عیسائیوں نے ان کے اس اصول پر باتیں کیا جاسکتا ہے۔

۱۵) عیسائیت کے ابتدائی دور میں عیسائیوں نے ان کے اس اصول پر باتیں کیا جاسکتا ہے۔

۱۶) عیسائیت کے ابتدائی دور میں عیسائیوں نے ان کے اس اصول پر باتیں کیا جاسکتا ہے۔

۱۷) عیسائیت کے ابتدائی دور میں عیسائیوں نے ان کے اس اصول پر باتیں کیا جاسکتا ہے۔

۱۸) عیسائیت کے ابتدائی دور میں عیسائیوں نے ان کے اس اصول پر باتیں کیا جاسکتا ہے۔

۱۹) عیسائیت کے ابتدائی دور میں عیسائیوں نے ان کے اس اصول پر باتیں کیا جاسکتا ہے۔

۲۰) عیسائیت کے ابتدائی دور میں عیسائیوں نے ان کے اس اصول پر باتیں کیا جاسکتا ہے۔

۲۱) عیسائیت کے ابتدائی دور میں عیسائیوں نے ان کے اس اصول پر باتیں کیا جاسکتا ہے۔

عالمہ سچی ایم کی سے معافی مانگی۔ وہ جس کا علاج مذہب و شریعت کی پابندی سے شفا ہوگی۔

[illegible]

مذہب بشری نہ تھا، جو ان فیصلہ کے مطابق پیدا ہو رہا تھا۔ یہ اس خوفناک زہر تیار ہار کے تحت کو دیا۔ اس سے سب سے زیادہ، میں گھٹس گھٹا۔
 لیکن یہ زہر کے اس پیالے کو ایک ہی سانس میں چل گیا۔ آدھ پیر اس نے ایک ایسا طریق استعمال کر لیا، جس سے اس کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔
 اس کے بعد زہر پیٹنے والے طبیب کی باری آئی۔ اس نے صرف اتنا کیا، کہ گلاب سے صرف ایک پھول بارش سے جوڑا۔ اندر اس پر کچھ بڑھ کر
 دم کیا۔ اور پھر لغت شدہ کہا: "اب اس کو صرف سو گولے دے"

چنانچہ اس نے مچیل کو سونگھا۔ اور سونگھتے ہی زمین پر گر پڑا۔ اور مر گیا۔ اس پر سولنا گنجوی نے بکھڑ ہے۔

دشمن از آل گنگ کہ فسون خواں بداد
تیری بدین چیرہ مشکند جهان باد

آں بعلاج از تن خود نہ ہر بُرد دین چکیے گل ز تو ہم بُرد ،

۶۔ مسکاتیت حضرت امام شہاب الدین سے ہر روز تھی۔ امام شہاب کے ماہر کمال تھے۔ ان کی مسکاتیت ایسی عجیب و غریب تھی کہ جیسے نہیں آتیں۔ ایک دفعہ چند دوستوں اور شاگردوں کے ہمراہ دمشق کے ماہر کس میدان میں جا رہے تھے۔ سبھی ویرنگ کلاں پہنے ہوئے۔ اور امام کے پاس ماہر کمال تھے۔ ان کا دھڑک رہا تھا۔ پیش قدمی کے لیے مجاہدوں سے مخاطب ہو کر کہا: "معاذ اللہ! دیکھنا دمشق میں قدرتِ خدایت اور تصرف ہے۔" لوگوں نے دیکھا کہ میدان میں ان کے سامنے نہایت تیز رفتار خوشامیادوں کا سلسلہ ہے۔ انھوں نے یہیں پائیں بارش ہوئی۔ چنانچہ ان طرف چھوٹی چھوٹی کھڑکیاں کھلیں۔ جس سے تھیں درپیش تھیں۔ انھیں دوسری کلاں اور کس ہے۔ غرض جنتِ جہنم اور زمین کے درمیان کلاں کے مال پیش نظر نہ تھے۔ سب لوگ حیران ہو کر رہ گئے۔ ان کے کلاں کے مال پیش نظر نہ تھے۔ اور وہ مہربان کرتے رہ گئے۔ جن لوگوں نے یہ تماشا دیکھا تھا۔ وہ صحت افکار پر ایمان کرتے تھے کہ ہر عورت کے پاس منظر کی لذت نہیں ہے۔ خصوصاً عورتوں کی رہی۔

یہ حکایت - امام شہاب الدین ایک تہجد میں مستغرق تھیں کہ مہینہ میں بار بار ہوتا ہے۔ چنانچہ ان کو گھڑے جو بھیل کا گھڑا تھا
جاریہ تھے۔ اور اسی گھڑے سے ایک مستند گھڑا اس میں وقت کو دل چاہتا ہے کہ بھر دے اور اس کو وقت لکھائیں امام اس نے عین تہجد
کے وقت دس دم دیئے۔ دو گیارہ ترکمان اسے بھر دیا۔ ابھی دس دھڑکتے ہوئے۔ فوراً آیا تھا۔ کہ دس ترکمان فوراً جو آیا اور گھڑے
پر دس تہجدیں چڑھائیں۔ تیس چار منٹا۔ تیس منٹا اس کی کفایت ادا کی ہے۔ اس کو فاس کر کے اس سے بھرتی بھیج دیئے تو امام کے معتقد کے
اکثر گھڑے ترکمان اور تیسے سے گھڑا ہو گیا۔ ان سے امام بھی آگئے۔ لیکن ان کے بھرانے میں ترکمان نہ مانا۔ ان لوگوں نے اپنے سابق
گواہ دے دیا۔ کہ جو بھرتی کر کے چاہتا ہے ترکمان اسے باقی کر کے لگے۔ جب ان کے سامنے کافی دیر چلے گئے۔ امام بھی تہجد پڑھنے
لگے۔ ان کے پیچھے دو گیارہ امام تھے۔ ترکمان نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور نعرہ سے لکھیا۔ امام کا ہاتھ نشانہ سے الگ ہو کر ترکمان کے
ہاتھ میں رہ گیا۔ اور یہ بھی گئے۔ تو ان کو برابر پکڑ لیا تھا۔ ترکمان اس قدر خوش ہوا کہ مزہ ایک قدم بھی بھرتی کر کے معتقدی دیر
پہلے اس نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور خود بھی گھڑے بھر دیئے کہ اس چلو گیا۔ امام نے ہاتھ نہ اٹھایا۔ اور معتقد کے پاس چلے
گئے۔ یہاں سے دو گیارہ امام کے جسم کو کھڑے آفغانان نہیں بٹھایا۔ اور ان کے ہاتھ میں صرف ایک دھمال ہے۔

۸۔ شیخ کمال الدین بن یونس :- اپنے جہد کے سب سے بڑے کام غافل بننا اور سرِ پا کھڑے ہونے کا بار اٹھانا، یہی سب سے بڑا کام ہے۔ شیخ نے فرمایا: ہر صبح تیرے گھوڑے پر سوار ہو کر سیر کر کے چلا کر آؤ۔ اسے درجہ بہ درجہ سب سے عمدہ یا گنجلے پر سوار ہو گیا۔ لیکن اسے نہ کھانے کی خواہش نہ تھی نہ اچھا یا بُرے چھوڑ کر دوسرا چھوڑا کرتا یا۔ قرآن کی کسی سورت پڑھتا تو۔ اچھا تھا کہ سزاوارا کہائے۔ اس نے یہ شیخ آگئے۔ انہوں نے جو کچھ تھا، کھا بنا۔ اسی پر ان کے ارشاد کی تعمیل فرمائی۔ صبح کو ایک سو سو گز آیا۔ اب آئے تھے۔ اس کے بعد گھوڑا چلتا نہ تھا۔ شیخ نے اسے کھا کر دیا۔ یہ فطرت کی توجہ ہے۔

اس نے کثرت قدم نہ اٹھایا۔ اس لئے اس نے غیبت مرقی کی بہت سے ماہرین سے اپنی تخریبی اس کی تحقیق کی۔ یہ جو تخریبیں اس کی تسمیر و مٹ گئی۔ ۱۸۵۱ء میں پرنسٹن میں اپنی شاہی زبان کے ذریعہ اس پر عائد شدہ جاتیوں کو دور کر دیا گیا۔ اس زمانہ میں یسوع کے مذہب کے گمراہوں کے گروہوں کے لئے ایک مذہب تھیں۔ اس سے دوسری ہزار گھنٹے کے علاوہ وہ بعض اوقات پائینیل عظیم کر پڑتے تھے۔ چنانچہ میں اس میں مقناطیسیت سے مراد کائنات متفرق تھا۔ چنانچہ اس میں اس کے معاجیوں میں بیچا گیا کہ وہ زمین کے متعلق اپنی اپنی حکومت کو پیش کیا کریں۔

فرانس میں احیاء۔ یہ وہی ملک کے دانیوں نے فرانس میں مقناطیسیت کا احیاء ہوا۔ یہاں پہلے گریہ کا دعوت کہ اس کو سسر دانا کے سر سے۔ اگر اس میں سے قبل مقناطیسیت کا پرچار شروع ہو چکا تھا۔ تاہم اگر مرقی کی تاریخ میں اس کا نام اٹھانے سے متنازع ہے۔ کہ مہندستان سے پہلے فرانس میں مقناطیسیت کے گروہوں کے لئے ایک مذہب تھیں۔ اس سے دوسری ہزار گھنٹے کے علاوہ وہ بعض اوقات پائینیل عظیم کر پڑتے تھے۔ چنانچہ میں اس میں مقناطیسیت سے مراد کائنات متفرق تھا۔ چنانچہ اس میں اس کے معاجیوں میں بیچا گیا کہ وہ زمین کے متعلق اپنی اپنی حکومت کو پیش کیا کریں۔

۱۸۵۱ء میں پرنسٹن میں اپنی شاہی زبان کے ذریعہ اس پر عائد شدہ جاتیوں کو دور کر دیا گیا۔ اس زمانہ میں یسوع کے مذہب کے گمراہوں کے گروہوں کے لئے ایک مذہب تھیں۔ اس سے دوسری ہزار گھنٹے کے علاوہ وہ بعض اوقات پائینیل عظیم کر پڑتے تھے۔ چنانچہ میں اس میں مقناطیسیت سے مراد کائنات متفرق تھا۔ چنانچہ اس میں اس کے معاجیوں میں بیچا گیا کہ وہ زمین کے متعلق اپنی اپنی حکومت کو پیش کیا کریں۔

۱۸۵۱ء میں پرنسٹن میں اپنی شاہی زبان کے ذریعہ اس پر عائد شدہ جاتیوں کو دور کر دیا گیا۔ اس زمانہ میں یسوع کے مذہب کے گمراہوں کے گروہوں کے لئے ایک مذہب تھیں۔ اس سے دوسری ہزار گھنٹے کے علاوہ وہ بعض اوقات پائینیل عظیم کر پڑتے تھے۔ چنانچہ میں اس میں مقناطیسیت سے مراد کائنات متفرق تھا۔ چنانچہ اس میں اس کے معاجیوں میں بیچا گیا کہ وہ زمین کے متعلق اپنی اپنی حکومت کو پیش کیا کریں۔

ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ بعض اہم سرشتیں ضرور ہیں۔ مگر یہ حقائق پائیدار نہیں ہوتے۔ اور یہ جسم کے بغیر کوئی مادیار نہ رہیں۔ کہ تنہا کوئی دوری چیز مٹا نہیں کر سکتی۔ یہی سبب ہے جس سے ذہن انسانی پر پوری قدرت ممال کی جا سکتی ہے۔
تعلیق: تنہا جسم بگڑتا ہے۔ اس دماغی کیفیت کے پیدا کر دینے کو جس میں توجہ کے خدینہ اثرات کو قبول کرنے کی استعداد اور توجہ سے جو عزت پیدا کرنے کے ہوں، ان پر عمل کرتے رہیں۔ مگر یہ دینے کی طاقت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

معمول کی توجہ کو مستعوط کرنے کی وجہ: دماغ پس قند یکا سے اور توجہ سے مانی ہوئی۔ خیانت کو ایک عقیدہ شہرہ کی طرف بڑھ کر لے لیتا ہے۔ اس کی دہرائی ہوئی۔ اگر بہاری توجہ کو کسی سے نہیں کر رہی، تو اس کا کام میں لائے۔ طبعی اور خفیت تحریک کے موجود ہونے کی وجہ سے اپنے اندر عصبی پرورہ نیم سیری، اور نصبت لفظوں کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اسی کیفیت میں غنوغی کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔

تنہا کی کیفیت اثر کرتی ہے: معمول کی توجہ کو کسی سے نہیں کر رہی، تو اس کا کام میں لائے۔ طبعی اور خفیت تحریک کے موجود ہونے کی وجہ سے اپنے اندر عصبی پرورہ نیم سیری، اور نصبت لفظوں کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اسی کیفیت میں غنوغی کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔

اور خداوند تعالیٰ ایک نکتہ کی جہزی پر جو اکثر اس کے پیشے سے نکلتا ہوتا ہے، مانی ہوئی۔ طبعی اور خفیت تحریک کے موجود ہونے کی وجہ سے اپنے اندر عصبی پرورہ نیم سیری، اور نصبت لفظوں کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اسی کیفیت میں غنوغی کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔

تنبیہ کی اقسام: تنہا کی تین اقسام ہیں۔ ایک ہے کہ جس میں توجہ کو کسی سے نہیں کر رہی، تو اس کا کام میں لائے۔ طبعی اور خفیت تحریک کے موجود ہونے کی وجہ سے اپنے اندر عصبی پرورہ نیم سیری، اور نصبت لفظوں کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اسی کیفیت میں غنوغی کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔

معمولی تنہا کی تین اقسام: تنہا کی تین اقسام ہیں۔ ایک ہے کہ جس میں توجہ کو کسی سے نہیں کر رہی، تو اس کا کام میں لائے۔ طبعی اور خفیت تحریک کے موجود ہونے کی وجہ سے اپنے اندر عصبی پرورہ نیم سیری، اور نصبت لفظوں کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اسی کیفیت میں غنوغی کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔

اس میں بہت تیزی سے توجہ کو کسی سے نہیں کر رہی، تو اس کا کام میں لائے۔ طبعی اور خفیت تحریک کے موجود ہونے کی وجہ سے اپنے اندر عصبی پرورہ نیم سیری، اور نصبت لفظوں کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اسی کیفیت میں غنوغی کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔

سائنس کے نتائج میں فائدہ کیسے ہوتا ہے: معمولی تنہا کی تین اقسام ہیں۔ ایک ہے کہ جس میں توجہ کو کسی سے نہیں کر رہی، تو اس کا کام میں لائے۔ طبعی اور خفیت تحریک کے موجود ہونے کی وجہ سے اپنے اندر عصبی پرورہ نیم سیری، اور نصبت لفظوں کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اسی کیفیت میں غنوغی کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔

اور پیچھے طبعی اپنی فکر پہنچتی ہے۔ اور خیال رہنمائی کرتا ہے۔ کہ عمل کی صورت میں اس کی پوری تیس کر سکتے ہیں۔ چنانچہ جب غرض کو کہا جاتا ہے۔ کہ اس غرض کو منع کو حرکت میں لانا یا نہیں کے مرض (Guilt) اور کار کا بند بوجھنا) کے بارے میں بات کرو۔ تو زمین پر آتا ہے کہ وہ عامل کی توجہ پر بلا دیتے ہیں۔ اور عمل کرنے کی انتہائی کوشش کرتا ہے۔ مابین توجہ کی پہلے دلاتے ہیں۔ اور پھر اس کا بار بار مشاہدہ ہو جاتا ہے۔ کہ گفتار کے مابین حالت تبدیل میں ایسی انتہائی کوشش کرتے ہیں۔ کہ وہ اس وقت صاف اظہار نہیں کر سکتے ہیں۔ اسی طرح بہت آسانی کا پتہ چلتا ہے کہ گفتار میں۔ کہ عامل کو توجہ کا اثر فائدہ کے گہرے یا ایک سوئے پر نہ دیتے ہیں۔ بلکہ اس کا انحصار اس امر پر ہے۔ کہ عامل میں خیالات کی توجہ دے رہا ہے۔ اُن کو قبول کرے اور اس کے ساتھ ہی دیگر چیزیں دیکھتی ہیں۔ اثرات کو کھینچتا فراموش کر دینے کی صلاحیت بہت زیادہ ہوتی چاہیے۔ یہ حالت توجہ کے بدلے دھڑکے میں بدل دینا اور پہلی کی جاسکتی ہے۔

توجہ پر شخص پر کی جاسکتی ہے یہ معنی ہے کہ توجہ انسان کے توجہ یا نصیب جس پر کسی کو توجہ کے انداز پر خواہ گراں کی حالت میں نہ چاہا جاسکتا ہے۔ اس حالت میں عامل کی باتیں کا جواب معمول اس کی ہلاکت کے مطابق دیتا ہے خواہ یہ سوالات ایسے دھڑا فائدہ مقامات سے متعلق ہوں۔ جہاں معمولی کسی نہ کیا ہو۔ یہ ممکن ہے۔ کہ عامل میں کہ متعلق سوال کرے۔ معمولی اُن کی نفس کو کہ دے گا ہے۔ اسی حالت میں توجہ بالید (Post Hypnotic Suggestion) دی جاسکتی ہے۔ جس میں معمولی حالت توجہ پر غرض ہونے کے بعد وقت حد تک عمل کرتا ہے۔ توجہ انسان کے تین چوتھائی حصے کو گہری زندگی میں رکھتا ہے۔ اور توجہ یا غرض پر کسی زندگی یعنی ابتدائی درجہ جاری کیا جاسکتا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو ابتدائی درجہ میں اس امر سے متعلق ہوتے ہیں۔ کہ وہ توجہ کے زیر اثر میں کیونکہ بیرونی دنیا کے واقعات سے ان کو تعلق قائم رہتا ہے۔ تاہم اس ابتدائی درجہ میں بھی توجہ دی جاتی ہے۔ ایسا افادت اس کا اثر روز دراز رہتا ہے۔ جو شخص اس اثر کو تسلیم نہ کرے۔ اُسے تامل کوئے نہیں دیتے۔ بلکہ توجہ پر کسی شخص کو حمل کر سکتے ہیں۔ معمولی کو یہ جان کر حیرت ہوگی۔ کہ واقعی وہ عامل کے حکم کے بغیر ان میں نہیں کھل سکتا۔ اس امر کے ساتھ یہ سمجھنا کہ آہ توجہ میں توجہ یا توجہ پر کیا کرے گا۔ اور بار بار ثابت ہوگی کہ ابتدائی درجہ میں ایک طرف سے۔ کہ عامل خود کی ممکنہ فائدہ پہنچے۔ تاہم یہ بات یہ کہ توجہ پر کسی شخص کے توجہ پر کیا کرے۔ اور کہ کون کون سی حالتیں میں مراد توجہ پر توجہ کر دیتی ہے۔ معمولی اس تمام پر حیرت کی یہ غرض کو کسی نہ کسی طرح۔ جس کو توجہ اور آواز کے توجہ میں اس حالت (توجہ پر توجہ) سے کیا جاسکتا ہے۔

منظما بہر تنویم

لاشعور

نفس کے متعلق جو مذاق ہمیں عام ہیں، ان میں سحر کی کارکردگی کو بڑا دخل ہے۔ اس کی تحقیقات نفسیات جدیدہ میں اسامی حیثیت کی ملک ہے۔ انہیں یہ تحسیل نفسی یا تجرہ نفس (Psychoanalysis) کہتے ہیں۔ اس کے تحت اس کی عادت استہار کی گئی۔ ہاشعور کے تعارف کا شرف ایک مذہب کا عالمی عقائد ہیئت کو حاصل ہے۔ لیکن اس کے متعلق اس کام ماہر سکندر فرمیز نے کیا۔ اس سے پہلے وہ بنی کا تقسیم، مختلف سلاستوں کے علاقوں کی عاقبتی، بیس فرائیڈ نے یہ بات پایہ جوت کو پہنچائی۔ کہ نفس (Mind) عادت ہے۔ ایک دھت ہے۔ اس کے متعلق شعور (Conscience) اور لاشعور (Unconscious) ہیں اور لاشعور (re-conscience) شعور کا لاشعور ہے۔ فرمیز نے نفس کو تین گروہوں میں تقسیم کر کے اس کا سمجھنا آسان کر دیا وہ اس کی تعریف کا اسے طرز ہے۔ فی حقیقت نفس ان چیزوں میں سے ہے جنہیں ہم محسوس کر سکتے ہیں۔ لیکن مجمع طور پر لاشعور کا جامہ بیس پرنا سکے۔ یہ شاعر اس کی جامع تعریف ایسی تک نہیں کی جاسکتی۔

ہم لاشعور کو شعور کے درجے پر لاشعور کی حالت کا اظہار کرتے ہیں۔ بیس اس کا شعور ہے۔ کہ عذر۔ نظم و ضبط۔ ان سب کا ہمیں شعور ہے۔ انہیں نفس میں لائے کیجئے۔ میں کسی کو ششیں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ قابل جو اس کا وہ حسب ہے۔ بہل آئینہ دالات ہوتے ہیں۔ جو آسانی سے شعور میں آجاتے ہیں۔ یہ عام یادداشت سے کوئی کم کیا جاسکتا ہے۔ لاشعور میں لاشعور ہے۔ بیس کے شمول لاشعور کی کوششیں میں نہیں ہوتے۔

نفس کی حقیقت میں شعور سے کہیں زیادہ لاشعور کی کارکردگی ہے۔ شعور اس کے ایک اہم حصہ ہے۔ بیس کی قوت کا اظہار والا شعور پر ہی ہے۔ لاشعور میں انسانی مسئلہ ہاد، خواہشات، خیالات اور یادداشتیں مخفی ہیں۔ گواراں کے اندر کہ ہمارے شعور کو بھی میں نہیں ڈرا۔ لیکن یہ ہمارے فکر و عمل پر اثر ڈالتا ہے۔ یہی انسان کے نفسانی، اگر اور اورا دکا پر مضبوط رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس میں وہ دھتیں اور مصائب بھی نہیں ہیں۔ جو ان کے بارہ گروہ میں تک جاتے ہیں۔ فرمیز اور دوسرے ماہرین نے لاشعور کے متعلق خوب زیادہ تحقیق کی ہے۔ جس کے نتیجے میں چند چیزیں قابل را مینور دریافت ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود ہم اس سرسری کے کہنا سے پرکھتے ہیں۔ فی حقیقت لاشعور کی اپنی زبان ہے۔ یہ اپنے اشارات (Signs) سے کوئی کم کیا جاتے۔ اس کا سمجھنا دشوار ہے۔ لیکن فاکس نہیں ہے۔ شعور اس زبان کو سمجھنے سے قادر ہے۔ مسئلہ یہ کہ وہ عقلی وسیع لاشعور کے بہت سببوں کو اپنی مدد میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔ لیکن وہ اس کو ششیں میں پیش کر دیتا ہے۔ اور لاشعور نا آسودہ خوابوں کو دوسرا جامہ پہنا کر دھت کے سے شعور میں بصرج ڈالتے۔ اس کا سب سے آسان صورت خواب ہیں۔ کیونکہ نیند کے دوران میں شعور کی نگراں کو رد ہو جاتی ہے۔ اس لئے خواب میں اشارہ ہیں شعور کی زبان فرازہ ہوتی ہے۔

ہر روز ہم کو کچھ دیکھتے اور سنتے ہیں۔ اسے وقت کے ساتھ سمجھتے جاتے ہیں۔ کیونکہ اگر سب کچھ شعور میں دے۔ تو وہ کچھ ہی کر سکتا۔ جسے ہم سمجھنا نہیں جاتے۔ وہ حقیقت میں شعور سے لاشعور میں جاتا ہے۔ چنانچہ اسے حقیقت کو لیتے ہیں۔ جو باقی شعور میں رہی جاتی ہیں۔ ان میں ہی فرق ہے۔ بہت سی زمینیں کسی کو ششیں کے خود ہیں آ جاتی ہیں۔ نفس اس مذہب دقت لاشعور میں آتی ہیں۔ مثلاً ہم کسی شہر سے جاتے ہیں۔ تو اس حال آتا ہے کہ اس کا تعارف میں نہ آتا ہے۔ اور ایک غریب ترین دوست کے خیال آ جاتا ہے۔ جس سے ہلے دت ہو چکی ہے۔ پھر اسے متعلق واقعات کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کا فائدہ کہ اس کی مدد سے۔ جسے کوئی فرائیڈ کر دیتے ہیں۔ اور

مستند کو شش کے باوجود ہم ہمیشہ یاد نہیں کر سکتے۔ یہ باتیں کسی طرح شعور میں آئے گا کہ نام نہیں لیتیں۔ ان میں ما آسودہ خواہشات اور باخوشگوار واقعات شامل ہیں۔ جینیں شعور سے فاضل ہیں، یاد کیا جائے۔ یہ شعور شعور انسانی صفت میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے ان پر احتساب پڑھا دیتا ہے۔ پھر جینیں یہ نہیں بدلی کر داتا ہو جاتے ہیں۔ جبکہ کوئی ما آسودہ خواہش یا سوسہ اس شکل میں آتا ہے۔ خوشحور کو معلوم نہیں تھا کہ یہ بات کوئی واقعہ جو جین تھا۔ اس سے گونا گوں ذہنی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اُنہیں سب کی تکلیف بھی ہو سکتی ہے۔ تنہیم اور تاجیل نفسی نے ان واقعات کو دہرایا جا سکتا ہے۔ اور جین کے حالات بھی شعور میں لائے جا سکتے ہیں۔

حالت تنہیم کی بنیاد سے نسبت

حالت تنہیم عینہ سے آتی تو یہی نسبت رکھتی ہے۔ کہ اسے مضمونی فینڈ کہا جا سکتا ہے۔ بعض ایسی چیزیں سے یہ نسبت بالکل فطرت ہے۔ لیکن دوسرے پہلو میں سے محدود مشاہدہ ہے۔ ایک اہم فرق یہ ہے۔ کہ بڑے بڑے کسی حصہ میں ماہر تنہیم اپنے ذاتی اثر سے پیدا کر سکتا ہے۔ بھروسہ اس کا حلقہ نکالنا یا ذراغ کی فضا کی تبدیلیوں سے نہیں ہے۔ جو تین کہیں کہیں ضروری ہیں۔ حالت تنہیم میں شعور کسی وقت بھی بالکل بے خبر نہیں ہوتا۔ خواہ یہ اہم ہو کہ حالت تنہیم کے واقعات فراموش ہی ہو جاتے ہیں۔ اس امر کا یہی ثبوت یہ ہے کہ معمولی حالت کے استحکام پر دوران تنہیم میں اور اس کے بعد بھی عمل کرتا ہے۔ طبی بنیاد ایسی گہری ہوتی ہے۔ کہ اس میں کوئی بات نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی تنہیم کے مسئلہ پر کوئی عمل لایا جا سکتا ہے۔ فینڈ میں جو خواب دکھائی دیتے ہیں۔ اور بعض لوگوں کو خواب خرومی (فینڈ میں حقیقت کا جو مشہور ہوتا ہے۔ اس میں حالت تنہیم سے مشابہت کا اہم پہلو ہے۔ خواب لائق کا مشہور تینہ میں اُنہے کہ حقیقت بھی کہتا ہے۔ اور اس حالت میں کسی ایک عجیب امراض اوقات خطرناک کام کر جاتا ہے۔ ایسی جب وہ یہ یاد ہوتا ہے۔ تو اسے یہ باتیں بالکل یاد آتیں کہ تینہ۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان دونوں حالات میں کوئی بہت فرق ہے۔ اس لئے انسان ایسے کام کر گزرتا ہے۔ جو اس کے امر کا سے باہر ہوتے ہیں۔

آخر میں یہی کہ جیگر تنہیم حالت جاری کر کے اسے اپنے حال پر موزون دیا جاتا ہے۔ تو یہی نسبت سے اس کے بعد کوئی تفاوت باقی نہیں رہتی۔ کہ کچھ ذہن تک اس کا حال سے رابطہ باقی رہتا ہے۔ یعنی وہ حال کے اثرات کو قبول کر کے ان کا جواب دیتا ہے۔ معمولی کو تیار رہنے دیا جاتا ہے۔ تو رابطہ بھی بتدریج ختم ہو جاتا ہے۔ اور اس کی حالت یعنی فینڈ سوٹ دلے کی مانند ہو جاتی ہے۔ اور ان کی پھر دوسرے کو دن اور تو دوسرا ہو جاتا ہے۔

پھر فینڈ میں کچھ دیکھنے کے حالات تنہیم سے فینڈ کی نسبت کے متعلق یہ تو ہمہ کی ہے کہ رابطہ کے دوران میں معمولی حال کے برعکس، اس میں اشارے کا جواب دیتا ہے اور عام طور پر نہایت حساس ہوتا ہے۔ جین ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بھی فینڈ ہونے کے لئے کی طرح دوسرے احساسات اور سماعت کو وصول نہیں کر سکتا۔ اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک مثالی گہری تنہیم کی حالت دن فینڈ ہے جو معمولی کے درمیان رابطہ کی وجہ سے متغیر ہو جاتی ہے۔

تنہیم اور اثر پذیر

تنہیم کی اثر پذیر کی متعلق ماہر میں اختلاف ہے۔ ایک فرقہ جیکے تنہیم اثر کو تنہیم قرار دیتا ہے اس لئے اس کا تناسب فینڈ فینڈ سے زیادہ نہیں ہے۔ لیکن دوسرا اس کے برعکس نہیں اثر پذیر میں داخل کرتا ہے۔ اس سے صرف چند فیصدی لوگ اس کے عام سے باہر رہتے ہیں۔ کہ تنہیم اثر پذیر ایک چوتھائی لوگوں پر ظاہر ہوتا ہے۔ تنہیم کے ساتھ قوتیت، ہنس اور مہر کی کیفیت نہیں ہے۔ لیکن اکثر ماہرین کا خیال ہے کہ کوئی اثر پذیر اور بچوں پر جملہ تنہیم طاری کی جا سکتی ہے۔ اس طرح اختلاف انجم کے مابین بھی شریعت سے اثر پذیر ہو جاتے ہیں۔

درجات تنویم

تخون اثر کے مختلف مدار ہیں۔ شکارک نے اسے تین درجوں میں تقسیم کیا ہے۔
 پہلا درجہ غنودگی - اس میں سلسلہ کیسے تو میرات ہی جا سکتی ہیں۔
 دوسرا درجہ سکوت - مریض سے کہا جائے کہ اس کے دماغ زخمت ہو گئے ہیں۔ تو وہ واقعی سکوت ہو جاتے ہیں۔
 تیسرا درجہ خواب گرائ - اس میں مریض کو غوبہ مابعد ذی جاتی ہے۔

ماہر شکارک کی رائے میں یہ تینوں حالتیں درجہ بدرجہ پیدا ہوتی ہیں۔ اور عامل کی خواہش کے مطابق ایک یا دوسری حالت لازمی طور پر پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس کی رائے میں صرف وہ لوگ اثر پذیر ہو سکتے ہیں۔ جن میں اعتنائی انکم کے درجہ ہیں۔
 ٹاکر پیپارٹ نے تنویم کے چار درجے کئے ہیں۔

پہلا درجہ معمول - مریض میں گرائی، تمام بدن میں کامیابی اور غنودگی محسوس کرتا ہے۔
 دوسرا درجہ اس حالت میں اگر مریض معمول کے بارہ کو ایک خاص پتہ تک گرفت یا درمگ نے کہ "یہ اس سگہ ہے۔" تو معمول کے لئے ممکن نہیں رہتا۔ گرائے میں صرف ٹوکھٹے۔ اس خاص پتہ یا زور کو ہی کی طرح سخت ہو جاتے ہیں۔ اندر اس حالت میں اتنی دیر تک رہتا ہے کہ میں اس حالت میں انسان اس کو نہ نہیں لکھ سکتا۔ سب سے زیادہ درجہ سے درجے میں انسان کو قریباً چار ہفتے رہتا ہے۔ ان طریق میں معمول اکثر اس بات سے انکار کرتا ہے۔ کہ وہ اثر پذیر ہو چکا ہے۔ کیونکہ یہ بات اس سے کبھی چلتے۔ وہ اسے مستجاب ہے۔ اور ہر ہر لفظ یا درمگ کتاب ہے۔
 تیسرا درجہ انسانی کی ایک بڑی تعداد کو اس سے زیادہ اثر پذیر نہیں کیا جا سکتا۔

تیسرا درجہ معمول کے گریڈ میں جو کچھ زیادہ ہو۔ اس کا اسے ایک خاص حد تک علم رہتا ہے۔ اگر اس سے جوابات کبھی چلتے اس کا ہر لفظ مستجاب ہے۔ لیکن اس پر گریڈ بہت غالب ہوتی ہے۔ اندر اس کے بدن کو کچھ کام نہایتا چلتے۔ اسے وہ خود بخود شین کی طرح بدلتا رہتا ہے۔ اگر ایک یا زور کو پکڑ دیا جائے۔ تو اسے وہ اس وقت تک کام نہایتا رہتا ہے۔ جب تک کہ اسے نہ روکا نہ چلتے۔
 چوتھا درجہ مریض کا بعض پریشانی سے نہایت غم ہو جاتا ہے۔ اور وہ کلیتہاً عامل کے اختیار میں آ جاتا ہے۔ جو کچھ وہ عامل کہتا ہے۔ وہ صرف اسی کو مستجاب ہے۔ اس کے بعد وہ کچھ نہیں سنتا۔

چوتھا درجہ اگر کبھی درجہ یہ خواب گرائ کی حالت ہے۔ اس کے دماغ میں جو کچھ ہوتا ہے۔ اس کا نقش عزم قائم رہتا ہے۔ اسے یاد دلانے کے لئے کوئی عہدہ چھوڑتی پڑتی ہے۔ چلتے چلتے جسے میں جو کچھ ہوتا ہے۔ مریض کو بالکل یاد نہیں رہتا۔ اس میں کوئی مابعد ذی جاتی ہے۔ اور مریض ان پر عمل کرتا ہے۔

تنویم اور حیوانانست

کچھ عرصہ پہلے کہ حیوانات میں ایک دلچسپ خبر نقل ہو گئی۔ کہ ایک سادھو جو جی ہمارے بودھیہ کے پڑھا گھر میں پروردگار کی نظر بچا کر شیر کے چوہوں میں داخل ہو گئے۔ شیر پرست تو ان میں کچھ کر لیا۔ لیکن سب سادھو بھی نے اس کی پروا نہ کی۔ ان کے اخیر اس کا کیا۔ تو وہ پالتو جانور کی طرح کام کرتے لگے۔ پہرہ نالوں سے سادھو بھی سے بہتر کام کرتا۔ لیکن وہ باہر نکلتے پر آمادہ نہ ہوئے۔ آخر بڑی جلد بھد کے بعد شیر کو دوسرے چوہے میں کر کے سادھو اس حسیہ کو انکا لایا۔

بعض ماہرین نے یہ کہا تھا تھا ہے۔ کہ یہ جانوروں کو بھی اثر پذیر کیا جا سکتا ہے۔ یہ خیال کیا نہیں ہے۔ بلکہ ماہرین نے یہ قیاس کیا ہے کہ یہی لئے تھے۔ ایک عامل نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ اس کے مریض میں کبھی کبھی اصل کر کے میں کامیابی ہو جاتی ہے۔ بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ جانوروں میں جس قسم کے مظاہر ہو جاتے ہیں۔ ان میں بھی انسانی حالت کے آثار نظر آتے ہیں (General) نے

کھینچے رہے۔ مثلاً اگر شخص کسی کام میں مصروف ہے۔ اچانک کسی خیال کے آسمے ہی وہ جس حالت میں ہے جس حرکت کو کرنے کا کھڑا یا بیٹھتا ہو بیٹھا ہو جالہ ہے بعض اشکات سے چڑھتا ہے۔ کوئی نہایت بزرگ امر پیش ہو چنکے۔ لیکن انسان خود سے ایسا غلطی ہو جاتا ہے۔ کہ اسے کچھ کرنے کی نہیں ہوتی۔

ہر طرح کی حالت تنویم میں صورت پذیر ہوتی ہے۔ اور یہی اعلیٰ درجہ کا غور ہے۔ چنانچہ جس غور پر اس امر کی توجہ دی جائے۔ وہ ہمیں درکس ہو جاتا ہے۔ اور کوئی فعل یا کام نہیں کر سکتا۔ بسا اوقات صورت پذیر ہوتی ہے کہ غور پر غور ہو جائے۔ جس کی بنا پر غور بعد میں چنکے۔ مثال کے طور پر کسی کی حالت میں معمول کی چالیں بند کر کے اسے کچھ دیا جائے۔ کہ وہ انہیں نہیں کر سکتا۔ تو وہ ان کیفیتوں میں کوئی نہ سے متاثر ہو جاتا ہے۔

حالت تنویم کے عمیق تر درجے

گہری حالت تنویم کے بعد بعد تنویم کی حالتیں ہیں۔ ایسا کرنا ہے۔ لیکن صورت پذیر ہوتی ہیں ہو سکتے ہیں۔ کہ معمول کو تمام امور کا محور بن جائے۔ اور وہ تو کچھ ان کے بعد نہیں ہو سکتا۔ اس سے صورت پذیر ہوتی ہیں۔ اس امر پر غور نہیں ہوتی۔ کہ معمول حالت تنویم کے عمیق درجے میں پہنچ چکا ہے۔ تنویم کا یہ درجہ بعض معمولوں میں خود بخود پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعض میں کو جبر سے پیدا کیا جاسکتا ہے۔ گہری حالت تنویم میں معمول کی ادراک کی اور معنی تو نہیں عامل کی توجہ کے زیر بحث آجاتی ہیں۔ اس حالت میں عامل پر آسانی معمول کے اعتدال پر آجاتی ہیں۔ جس میں اندر نئی چیزیں اور درجہ کر سکتا۔ اس میں متفرد معاشقات (Independent) اور معنی انہام (Nagative) حاصل ہوتا ہے۔ اس سے پہلے کہ جانتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ان اشیاء کو دیکھے اور ان کو توڑنے پر چکا ہو۔ اور وہ موجود ہی نہ ہوں۔ وہ لفظوں کو تسلیم کر لیتا ہے۔ اس کی صورت کا رنگ بڑھاتا ہے۔ کہ ان پر نہیں کر سکتا ہے۔ اس حالت میں عامل اس کے اس خاص قسم پر بھی متفرد ہوتا ہے۔ اور اس کے دیکھنے سے پہلے اس کو گھٹنے سے خود کر سکتا ہے۔ یہ کوئی عامل کے مشاعرے کے مطابق اور جس حد تک وہ چاہے عمل کرتے ہیں۔ اگر عامل کو دیکھ کر کہہ دیا جائے۔ کہ اس میں مطلق کو نہیں ہے۔ بہت تلخ چیز کوئی کہہ کر دیتا ہے۔ یہ بے واقف ہے۔ لیکن اس کی چیز یا شخص چیز ہو اور حال کہے کہ یہ موجود نہیں ہے۔ خود اسے نظر نہیں آتی۔ اسادہ یا کلاں یہ کہہ کر دیا جائے کہ اس میں شراب ہے۔ خود اسے شراب سمجھ کر پیتے گا۔ اس سے بھی بڑھ کر اگر حال اسے شراب کا فوجی گلاس پیش کرے۔ خود اسے بڑی سنجیدگی کے ساتھ قلم لے گا۔ اور ہاتھ میں دھن محسوس کر لیتا۔ اور اس طرح پتے گا۔ گویا شراب پر رابطہ ہے۔ اس حالت میں محلی متفرد قسم کے کورادوں کو ایک اور ایک کی خوبی کے ساتھ کر سکتا ہے۔ مثلاً اس کے کہا جائے۔ کہ وہ چھ سالہ بچہ ہے۔ خود وہ بچہ بچوں کی کسی حرکتیں کرے گا ہے۔ اور اپنے ہم نوا بچوں سے کہنے لگتا ہے۔ اس کے بعد حال کے کہنے پر وہ اپنے آپ کو ایک چند سالہ حیا دار و متعینہ کہنے لگتا ہے۔ اس کے بعد وہ ایک ایک بھر بن جاتا ہے۔ اور اس کی تمام حرکتیں منکر بطور ہوتی ہیں۔ اس نقل کو وہ پس منہ کی ساتھ کرتا ہے۔ پس کی توقع پیدا کر کے اس حالت میں نہیں ہو سکتی۔

ان مشاہیر سے مشابہہ اور چھپیں غلامانہ پیش آتے ہیں اور نہیں دیکھے جاتے ہیں۔ نہایت چھپ چھپ ہیں۔ اگر ہم ایک خاص قسم کی عمدہ چائے پینے کے عادی ہوں۔ میں خود پر میں معمولی قسم کی چائے معمولی قسم کا نام دے کر پیتی کی دھانے۔ گویا ہم دھوکہ نہیں کھا جاتے۔ اور اس ادراک چائے کو اسے سمجھ جیتے ہیں۔ اور ذیاب ہی ذائقہ ہی نہیں۔ اگر کسی شخص کو نہیں ہو کہ کھوئی اس کے مزاج کے مطابق ہیں۔ بلکہ اکثر اوقات اس کا نام بدل دیتے ہیں اس کے نام کو خود کارا کرتا خود ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے استعمال میں ہو جاتا ہے۔ پیشہ اوقات خود بخود کمزرت سے فروخت ہوتی ہیں۔ ان میں اکثر ایک سیسہ کی نوا بھی نہیں ہوتی۔ چچہ عوام کا نام اور ان کی تعریف میں یہی رطب اللسان ہیں؟ اس لئے کہ ان میں نام نہ ہوتا ہے۔ بلکہ خود ان اور ان کے استعمال سے نام نہ مل کرنا ہے۔ پس کی حالت اس میں سے خلعت نہیں ہوتی۔ چچہ حالت تنویم میں پانی کے گلاس کو چاہئے سمجھ کر پیتا ہے۔

خواب کی حالت میں اندام اور معاشقات کی حالت میں سے نظر آتی ہیں۔ اس وقت میں کسی منظر سے گزرتا ہے۔ اور بہت سے منظر کا کام کرتا ہے۔ وہ ان امور میں سے کہہ کر ہو جاتا ہے۔ کہ بعض اوقات ہم کوئی منظر دیکھ کر کہہ دیتے ہیں۔ اور گہری کسی

بعد انہی کسی نہ اس وجہ کے نہ دعوہ ہمیں بعینہ اس طریقہ یاد آتا ہے۔ جیسے کہ بعد دی گئی ہو۔

عنی غصہ پر غصہ یا بعد کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے عسکر یا انتہویں میں بڑی مدد ملتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کو بے حوائی کا عارضہ ملتا ہے۔ اسے توخیر یا بعدی دی جاتی ہے۔ کہ عدم اس وقت آؤ گئے ہوں گے۔ اور اسے جیسے سوئے گئے۔ کبھی اس کو کم کی پوری تعمیل ہوتی ہے۔ اور کبھی بتدریج آغاز ہوتا ہے۔ پہلے اس میں بعض کے مرض کو مفید و مطلب و یا فائدہ دی جاسکتی ہیں۔ اور چند بار کے عمل سے مرض کو شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ نقصان اشہوت (جھوک کر کسی *Amorexia*) یا اس دقت جب انوس غا یا مہمہ نہ ہوئی ہو۔ اس کے درپے مضمر کو توئی کیا جاسکتا ہے۔ کبھی بعض کو نئے خیالات اور نئے مقاصد زندگی مہیا کر اس کے کردار میں نہایت اہم ترین کام کی جاسکتی ہے۔ توخیر یا بعد بتدریج اس کے خیالات، پیرا انداز ہو کر اس کے زندگی میں ترمیم یا تبدیلی کر سکتی ہے۔

مذہبی زندگی کے آخری دور میں قیادتوں نے زیادہ تر مؤثر ہوتی ہیں۔ آخری دور میں قیادتوں نے زیادہ تر مؤثر ہوتی ہیں۔ آخری دور میں قیادتوں نے زیادہ تر مؤثر ہوتی ہیں۔

تو جب بائیس کے قریب پہنچا تو اس کے معقول خرد اس کے غور سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس کے وسیع قسم کے ذہن میں اگر ایک مسئلہ اگر کسی قسم کے نو بہن پہلے کے تجربہ میں بھی دیکھ گئی ہو جائے گی۔ یا اس کوئی دھماکہ میرے ساتھ ہو چکا ہو گا۔ تو دنیا کوٹ نہ کر کے کسی پر چڑھ کر دوسرے مسئلہ کو پیدا کرنے کے لیے۔ عامل اس سے بائیس کرتا ہے۔ اس کو انہیں پھر بھی دیکھتا ہے یا دوسرا دوسرا دیکھتی ہو گا۔ جب بائیس کوئی دھماکہ دیکھتی ہو جائے گی۔ یا اس کوئی دھماکہ میرے ساتھ ہو چکا ہو گا۔ تو معقول خدا دینا کوٹ آکر دوسرے پر چڑھ کر دیکھتا ہے۔ اب اگر معقول سے اس کی دیر درازت کی جائے تو وہ اس قسم کے ذہن کے خرد کو دیکھتا ہے کہ مجھے کئی محسوس ہو رہی تھی۔ حالانکہ حقیقت یہ کہ کوئی دھماکہ نہیں تھی۔ اس سلسلہ پر پچاسا جیسے کہ کہ کوٹ دیکھ کر اس پر چڑھنے کی بجائے اسے سانس کھونچ کر اس کا زخم و زوال باقی رہا۔ تو یہ کہ اس کے پاس اس سے اسے نہیں دیکھا۔"

بابر کا یہیم بیگزورگی کی رائے میں تو صبر و بردباری کا فعل کہ ہم یا تو صبر و بردبار ہونے سے کہیں نہ گرو۔ ایسے ہی صحابہؓ دیا جائے۔ اور

کچھ لوگ کہیں یہ سب تو خدا کا کرم ہے، تو وہ جس کو یادداشت سے انکار کر دیتا ہے۔ جس عمل کی شریعت کو بدل کر دے دیں کہ کہیں کوئی نیکو آدمی نہیں کہ وہ عادل کے فعل کی اپنی باتیں، کو گنہگاروں سے دیکھتا جا رہا ہے۔ تاہم اگر اس سے اس فعل سے قبل راہِ ہدایت چلے کہ وہ اس قسم کی توجہ سے واقف ہے کہ وہ شریعت سے انکار کرتا ہے۔ لیکن ہم نے بھی قرار نہیں دے سکتے کیونکہ اس کا جو تصور عادل کے چل کر جواب دیتا ہے (اسے فقہیہ کہیں، مولیٰ دل کہہ کر دیں) وہ یہ کہ اگر نبوت میں لوتا۔ کہہ میں اس قسم کی کسی حدیث کو نہیں جانتا ۴۴ عادل کے مشاغل کو جو قصور مشاہدہ کرنا۔ انہیں پشیمان ہو کر عمل کرتا ہے۔

ہو گا قیصر پر منتفع ہو رہے۔ بہر حال وہ جس سے انتظام شخصیت کے متعلق اندازات کے ذریعہ میں ایک نہایت دلچسپ مثال دی ہے۔ اس میں معمول ایک ایسا ماسٹر شخصیات قضا پر نظر ہے تو خود سے بھی سخت رکھتا تھا۔ سب سے توجہ دیتی تھی کہ وہ ایک مخصوص اشارے پر اپنی کرسی سے اٹھ کر دوسری پر جا بیٹھتا۔ "توئی ان کے بعد اس نے اس عمارت سے ناواقفیت کا اظہار کیا۔ جب اشارہ کیا گیا۔ تو وہ منٹھی سے اپنی کرسی پر جم گیا۔ دوسری کرسی کی طرف بچھنی سے دھکیلتے کے باوجود اس نے کہا۔ "بہر حال یہ ہے۔ تو نے مجھ سے اٹھ کر دوسری کرسی پر بیٹھنے کو کہا تھا۔ لیکن میں اپنی کرسی پر سزاوارتہ مجبور ڈنگا۔" اُردو اپنی کرسی پر ڈنگا رہا ہے۔ اس کی بیٹھنی پر مٹی تھی۔ لیکن اس نے اپنی گہ بیٹھنے پر بے رحم امداد کا اظہار کیا۔ لیکن تاہم کے، آخر کار اس نے کہا۔ "گوئی بھی مارو۔ میں اٹھ ہی کیوں نہ جاؤں۔" اُردو یہ کہتا ہے۔ اپنی کرسی پر مجبور کر دوسری کرسی پر جا بیٹھا۔

جیسے مہینوں کو پینے پینے کا کام کرنے کی بنا پر دینی (مشافہ) کر دے دس کو بیس پر لکھ دیں گا کہ اس کا کرنے کے بعد یہ بات خیر ہو جاتی ہے۔ اگر وہ اس حمل کے کام سے اس پر بہت نصرت کرے تو ہوا کی ہے۔ کہ مہینوں میں اس کام کے کرنے کیسے دعوت بخیران پیدا ہو جائے۔ لیکن اس کے اخراجات کی ذمہ داری اپنے آپ کو لے کر کرے گا۔ بعض اوقات وہ اسے دہانے میں کامیابی بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے بعد وہ گھٹنے کے بعد فاس (اگر گھٹنے کے مہینے نہ ہوں تو اسے پھر سے یہ کام کرنے کیسے کہا تھا۔ جب تک میں است کرتا ہوں تھا۔ مجھے پینے کا کام اس کے بعد یہ کام کرنا ہے۔ تو یہ میری مرضی رکھنے کی جو اس کے بل کرے ہو گا۔ اس طرح

توجہ

مگر کئی تندرست شخص سے کہا جائے تو تم بیمار ہو۔ اور ہمارے آئینہ کشوں میں اس تندرستی جو کہ اس پر آشکار ہو جائے۔ تو وہ مرض کا خیال لگائے گا اور کہہ دے گا کہ یہ تندرستی اس کا جسم میں ہوئی ہوگی۔ اس کے برعکس اگر بعض کو یقین دہایا جائے کہ اس کے جسم سے تندرستی کی مدافعت نہیں رہی ہے۔ تو وہ اسے صحت کا خیال لگائے گا۔ اور صحت یاب ہوئے گیگا۔ مگر مخالف سبب ہو۔ گو یہ اثر یقیناً زیادہ ہوگا۔ فی الحقیقت جو فعالیت ہمارے ذہن میں پیدا ہوتی ہے۔ اس سے ہمارے جسم کو مدافعت بخشتا ہے۔ جب بعض پر توخم داری کر کے یہ تو قہر دئی جاتی ہے۔ کہ تم تندرست ہو۔ تو وہ بیمار ہو کر اپنی صحت کا خیال کرتا ہے۔ اور اس اقبالیہ کا نتیجہ اس کے ذہن میں ہی ہوتا ہے۔ اور توخم کی ماسوائے ہوتے۔ اور توخم کے بغیر بھی اتنی ہی کامیاب ثابت ہوتی ہے۔

توجہ کی تعریف۔ منتقل یا برتری ہے توجہ (Attention) کے تحت نظر پیش کرتے ہیں۔ ڈیوید۔ اوجہ مایہ زنی ہے۔ تحت دینی زنی ذات کی طرف کامیاب ملاحظہ ہے۔ توجہ کیا ہے۔ ہالینڈ نے یہ مزید بتایا ہے کہ "اس میں کسی خیال کو بلا اجراض تحت شعور میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ یہ خیال اس صحت میں جاگزیں رہتا ہے۔ کہ شعور کا طور پر نہ اس کے قبول کرنے کا میلان ہوتا ہے۔ اور نہ منطقی طور پر کوئی وجہ ہوتی ہے۔" یاد رکھو کہ اس کی تشریح کی ہے کہ یہ وہ عمل ہے جس سے ایک خیال اپنے آپ کو نفس کی صورت میں تحقیق کرنے یا متحقق کرنے کی طرف مائل ہوتا ہے۔ "یہ جسم کی تعریف ہے کہ کوئی خیالات کو پیدا یا قبول کرنے کی ذہنی کامیابی اور ان کے متحقق کرنے اور خیال میں بدلنے کا اس کا میلان ہے۔" ولیم جیکسڈن کے بیان کے لئے کہ انہوں نے ایک حکم کی اطلاع دی اس طریقے سے ہوتی ہے کہ سننے والا اس کو پورے یقین کے ساتھ قبول کر لیتا ہے۔ حالانکہ اس یقین کے لئے اس کے پاس کوئی منطقی سبب نہیں ہوتا ہے۔

لا شعور سے تعلق۔ ان تمام قدرتوں سے واضح ہوتا ہے کہ تو قہر کا تعلق لا شعور سے ہے۔ ہماری زندگی کا بڑا حصہ لا شعور کے زیرِ تحریک ہے۔ ان کے ذریعہ ہر جذبہ میں توجہات سے مشغول طریقوں پر کام لیا جاتا ہے۔ یہیں ہر وقت توجہات ہوتی رہتی ہے۔ ممکن ہے ان میں سے بعض لا شعور میں ہی رہیں۔ اور آگے چل کر نسیات، اہم افعال کی انجام دہی کا باعث ثابت ہوں۔ اس کا ثبوت اس طرح ملتا ہے کہ اگر کوئی امور کا جو آج ہماری زندگی پر غالب اثر رکھتے ہیں۔ عہد گذشتہ کی طرف تشریح دیکھا جائے۔ تو ہم اس زمانہ تک پہنچ جاتے ہیں جس میں ہمیں کوئی ایسی بات ہمارے ذہن میں جاگزیں ہوتی تھی۔ اور جسے ہم نے بظاہر بالکل فراموش کر دیا تھا۔ چونکہ تو قہر کا سب سے زیادہ اثر ہمیں میں ہوتا ہے۔ اس لئے اس وقت جو باتیں ذہن میں ہوجاتی ہیں وہ بعد کی زندگی میں نہایت اہم ثابت ہوتی ہیں۔ بہت سے احساسات، خیالات اور جذبات ایسے ہیں۔ جو اگرچہ ہماری دائروہ کی زندگی کی زندگی میں شامل نہیں ہوتے۔ لیکن ہم پر بعد اثر ڈالتے ہیں۔

عوام، مصنفان اور دیگران کی حالت میں لا شعور اپنے آپ کو صورت انگیز طریقوں پر نظر کر سکتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جو کچھ ہمارے ذہن میں وجود ہے۔ اور جو ہم نے اپنے اسلاف سے ورثہ میں پائی ہے۔ اس کا بیشتر حصہ شعور کے دائرہ سے باہر ہے۔ جو اعمال ہم سے عادات، سرزد ہوتے ہیں۔ لا شعور ان پر قابض اور رکھتا ہے۔ ان عادات میں سے بعض ہم پر کشش کے بعد اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً چینا اور کنگو کو ناخوش اور بعض میں شکار اپنے اسلاف سے ورثہ میں ملتی ہیں۔ مثلاً قوت یا فخر اور سانس لینا وغیرہ۔ لا شعور شعور سے بالکل آزاد رہ کر کام کر سکتا ہے۔ اس کی مثال قلب یا صدمہ کی حرکت کی صورت میں ملتی ہے۔ اس کا ہمیں شعوری طور پر احساس نہیں ہوتا۔ اگرچہ شعور اس کا کامیاب مددگار فعل انداز ہو سکتا ہے۔ ہم غصہ کی حالت میں عزیز یا صدمہ کے فعل میں غرق آجاتا ہے۔ اور ہم غمگین ہوجاتا ہے۔ اس کی پہلی علامت وہ ہوتی ہے۔ جسے خوش و غصہ کے اثرات جیسا کہ اب کی راہ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ تو اس کی ممدائی لا شعوری حرکت میں اختلاف پیدا کر سکتے ہیں۔ اور بعض حالتوں میں اس حرکت کو ہمیں بتدیکر کے موت کا باعث بھی ہوجاتا ہے۔ اسے کام حقہ سمجھنے کیلئے نظام عصبی کی باہریت کا احاطہ اندازوں کی باتوں کو دیکھنا ہے اس کے تعلق پر ایک نظر ڈالنا ضروری ہے۔

نظام عصبی۔ بدن ان ذہنی مشینوں کے مرکب ہے۔ یہ تاریں بندہ یک جہتی ہوتی ہیں۔ اور

ڈوریاں کسی بنا کی ہوئی دماغ یا سر اور غریبوں کی مل جاتی ہیں۔ انہی کو اعصاب یا ریشے (Nerves) کہا جاتا ہے۔ ہائی کے تمام افعال جس حرکت جن سے متعلق ہیں۔ یہ بھی کی ان تاروں کی طرح ہیں۔ جو بدن کے مختلف حصوں سے اپنے دماغ اور سر اور غریبوں میں پہنچتے ہیں اور جس طرح مرکز سے نکلی کی طاقت تاروں کے ذریعے مختلف مقامات پر پہنچ کر روشنی اور حرکت وغیرہ میں ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن دماغی قوتیں ان اعصاب کے ذریعے ہائی کے مختلف حصوں میں پہنچ کر ان میں جس حرکت پیدا کرتی ہیں۔ دماغ بجائے خود کہ خود کو دھڑلایا سے مرکب ہوتا ہے۔ جس میں ہائے خیالات اور احساسات کی روح بھی ہیں شعور دماغ کے مرکزی حصہ (Cortex) میں اور شعور سمجھنے دماغ میں پرتا ہے شعور میں اور شعور کو زیرِ بحث رکھنے کی قوت ہوتی ہے۔ لیکن یہ بڑی حد تک آزادانہ طور پر فعل انجام دے سکتا ہے۔ اس سارے نظام کا مقصد دماغ اور شعور سے ہوتا ہے۔ اس لئے اسے مرکزی نظام عصبی کہتے ہیں۔ اس سے ہلا ہوا ایک افسر عصبی نظام ہے۔ جس کے ساتھ ہل کر کام کرتا ہے۔ اسے نظام غریب کہتے ہیں۔ اس کا خصوصی اثر قوتوں کی تالیوں اور بدن کی مختلف ریلوں پر ہوتا ہے۔ یہ دور سارا نظام عصبی جس طرح دماغ کے سر اور کام کرتا ہے۔ اسے فعلیاتی لحاظ سے بیان کرنا بہت آسان ہے۔ لیکن اگر ہم مفہیمات (Concepts) کو بالائے طاقت رکھ کر عام فہم طریقہ سے اس عقیدہ کو دیکھنے کی سعی کریں۔ تو یہ اور خوش حالت بنادیں گے۔ مثال کے طور پر شرم و حیا کا خیال دل میں اتارنے ہی جان لوں کہ وہ فہم کیا ہے؟ آخر یہ خیال عصب کے ساتھ ساتھ کیونکر گزرتا ہے۔ اور اس پر دماغی قوتیں کیسے پیدا کرنے کی طاقت کیسے آجاتی ہے؟ اس کا جواب صرف فعلیات کے پاس ہے۔ لہذا دوسرا سوال ہے کہ گزروں دماغی خائے خیال کے عمل میں کس طرح حصہ لیتے ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ میں کوئی بات دماغ میں آج نہیں ہوتی۔ بلکہ شعور میں گزر جاتی ہے؟ حیران سے ہم اسے قوت اندازی کی شعوری کوشش سے۔ یا شعوری حالت خود میں آں فریضہ سے نکال کھینچتے ہیں۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ کہ وہ کچھ ہم سمجھتے ہیں یا جان بوجھ کر اپنے لاشعور میں جتھ کھینچتے ہیں۔ وہ ہائے خود حال یا انھوں کی جھجک و شک سے کہ انہیں کسی بھی تبدیلی یا ترمیم کے مستحق ہیں۔ خیالات انسان کی چال ڈھال پر اثر زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں۔ چنانچہ انسان کے کردار کی قابل ذکر باتیں اس کا چہرہ و ذہن کے بغیر نہایت کی طرف تھکے ہو کر اس کی چال ڈھال سے معلوم کی جاسکتی ہیں۔ مگر نفس جانتا ہے کہ صرف اس دماغ سے ہی انسان کی بہت تبدیلی نہیں ہوتی۔ بلکہ علم و اندوہ سے بھی اس کی شکل و صورت بدل سکتی ہے۔

توجہ کیسے عمل کرتی ہے۔ اس بات کا عام طور پر مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ ہم اکثر امور کو بلا استعجاب محض اس لئے تسلیم کر لیتے ہیں کہ ہم ان کے رد و احوال سے عادی ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان میں ہائوں اور گہم کی ذہانت اور نقطہ نظر سے دیکھیں۔ تو یہ غریب عادت معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً ہم جانتے ہیں کہ شرم و حیا یا حشمت و احتیاج سے چہرہ پر اسقدر خون جھج جو جاتا ہے کہ جلد گرم ہو جاتی ہے۔ چونکہ ہم اس امر سے واقف ہیں۔ اس لئے یہ حشمت و احتیاج نہیں ہوتا۔ لیکن اگر دیکھا جائے کہ حالت خود میں ہائی کے ہی حصہ میں حشمت پیدا کی جاسکتی ہے۔ تو اگر شخص اس سے قابلِ تلقین نہیں سمجھیں گے۔ ایک اور مثال اس کی وضاحت ہوتی ہے بعض لوگوں کو جب کسی بات پر رنج پہنچتا ہے۔ تو ان کے خیالات کا انرا معاد پر پڑتا ہے۔ اور امثال کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس بات کو سمجھتے ہوئے ہم یہی بات پر رنج پہنچتے ہیں۔ تو ان سب اثرات کو ہماری ہمت سے امداد کے تحریک پر مفید اثر پڑتا ہے۔ اور ان سے نفس کا تذکرہ بعض اوقات فوراً اور بعض حالات میں تدریجاً ہو جاتا ہے۔ فی حقیقت یہ سمجھنے کے لئے کہ خود ہم سے امداد کا علاج کیسے ہوتا ہے مفہم و مصلیٰ مقام کو سمجھنا۔ جن سے ہم واقف ہیں) کا ہی ہے۔ حالت توجہ میں ان منہاجہ کے تیز ہونے کا باعث یہ ہے کہ اس وقت نفس پر لاشعور کا حاظ چھڑنے کا باعث معمول میں اثر پذیر کی طاقت بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔

توجہ کی ہمارے دماغ کی کوشش کیسے شعور اور لاشعور کو سمجھنا ضروری ہے۔ یہ دونوں امور اہلِ دل کو سمجھ کر نہایت ہیں۔ جب توجہ چلنے کی کوشش کرتا ہے یا کوئی شخص یا مادہ یا ناسمجھتا ہے۔ تو دونوں صورتوں میں ہر حرکت ایک کامیاب و دماغی اختیار کی کوشش کے ساتھ کر جاتی ہے۔ لیکن مبادیات سمجھ لینے کے بعد لاشعور خیالات اور اہلِ دل کے کام کا کام لینے کو مرنے لیتا ہے۔ جس سے نتیجہ میں ہم اپنے سوسوں کو طریقی آسانی کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ بلکہ کہ ضرورت ہو تو لاشعور کے سپرد بھی کر دیتے ہیں۔ جس سے ہم اختیار کی کوشش کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ایک طرف ہم باہر ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف گفتگو کا سلسلہ بھی جاری رکھ سکتے ہیں۔ جیسے جیسے عمیق مسائل حل کر لیتے ہیں۔ اور اس میں اتنے محو ہو جاتے ہیں۔ کہ یہاں جانا تھا۔ وہاں سے بھی اٹھ کر نکل جاتے ہیں۔ اس قسم کی مثالوں

سے پڑ جاتا ہے۔ کہ ماری روزمرہ کی مشغول زندگی میں لا شعور کو کس قدر مدد ملے۔ یہ دخل جاری ہے مختلف محسوسات کے ذریعہ پیدا ہو سکتا ہے۔ جب کہ کسی لفظ کا سنا یا لکھنا یا سوچنا یا محسوس کرنا ہی وہی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ محسوسات گنگو کو تھکے ہوئے ایک ایک کھمبے کے کہیں کہا جاتے ہیں۔ ان کی وجہ یہ ہے کہ دوسری کی گونے اس فراخ مشدہ یاد کو ہمارے دل سے نکلنا شروع کر دیا۔ ہمارے لا شعور پر زیادہ دوش۔ اور میں ماننے اس کو تسلیم کیا۔ میں جانتا ہوں کہ ہمارے اندر ہم اپنے احساسات کی وضاحت نہیں کر سکتے۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ کسی نامعلوم طریقہ سے ہمیں ان باتوں کی یاد آگئی۔ جو شعور کے دائرہ سے باہر ہیں۔

نین کی حالت میں دوش پر لا شعور کی حکومت ہوتی ہے حقیقت میں اس حالت کو ہم آج تک کما حقہ نہیں سمجھ سکے۔ یہ دل کی حالت کو ہم اپنی زندگی کا شہرت سمجھ سکتے ہیں۔ اندازہ کی حالت کو بھی جھڑپ قرار دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری زندگی پر اس کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ نین کی حالت میں بھی ہمارے ذہن غیر معمولی طور پر تیز ہوتے ہیں۔ خواب کا مطالعہ کرنے سے یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ یہ ہمارے خیالات و افکار کے مسائل لا شعور سے ہی نکلتے ہیں۔ خواب بچانے خود لا شعور میں جمع ہو کر ہمارے خیالات پر فوری چھی کی طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔

توجہات کی کارفرمائی ہم کو چھوڑ دیتے، سنسنہ، پڑھتے اور کرتے ہیں۔ ان سے ہم انفرادی اصول کرتے ہیں دوسرے الفاظ میں توجہات ہم پر رفتار انداز دیتی ہیں جن میں سے ہم بعض کو تسلیم کر کے ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ ان میں سے کئی ایک ایسا ہوتا ہے کہ ہمیں فراموش ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ہم سب کو سمجھنے ہمارے لا شعور میں جمع ہو جاتا ہے۔ اور ہماری زندگی پر اتنا اثر ڈالتی رہتی ہیں۔ یہ توجہات اکثر غفلتوں کی علامت ہیں۔ ہمارے ان کے ارتقا میں مدد دیں یا سدا شدہ ثابت ہوں۔ یہ علامت سوال ہے کہ ان کی رکاوٹ پر مقدار مقرر ہو۔ جیسے کہ ہم نے دیکھا ہے کہ ہم نے ان میں توجہات سے۔ لیکن میں کام کو ریت کا ڈھیر نہیں کر سکتا۔ اسے یقیناً ان کی دیوار پر کر سکتی ہے۔ لا شعور نے نہ صرف ہم کو سادہ ہی حصہ سمجھو کہ یہ توجہات سے مدد لینے ساتھ ساتھ ہمیں کامیابیوں کا دروازہ لانا ہے۔ بلکہ اس کے بھی کہیں قبول کیا۔ انسان کی ذہنی اور جسمانی ارتقا میں اثر انداز کیا لاکھوں برس صرف ہوئے ہیں۔ ان کے نشانات ہمارے جسم کے علاوہ ذہن میں بھی موجود ہوتے ہیں۔ ہمیں ان کی سخت ضرورت اسی لئے ہے۔ کہ ہمارے ذہن میں زمانہ قبل از تاریخ کی لا شعوری یاد موجود ہے۔ جب انسان کو رات کے وقت بڑے احتیاط سے کام لینا پڑتا تھا۔ کہ کب کب کسی بھاری کے پیچھے چھپا پھانسا ہو۔ اور بکے خبری میں ہی نہ آئے۔ تاہم ان وقت کی وجہ سے عموماً کھانے کے لیے ہوتے ہیں جو اسے ملتی سی سرسراہٹ سے نبردوار کر کے موت سے بچا لیتے ہیں۔ ہمیں اپنے والدین سے ترکہ میں صرف ہمارا مادہ ہی نہیں ملی۔ بلکہ اکثر بیماریوں کی شکل و صورت اور علامات و اطوار بھی ان سے نشا یہ ہوتے ہیں۔ لیکن ان سے کہیں اہم لا شعور میں ہمارے والدین کے اثرات ہوتے ہیں۔ اس قدر عمل کے بعد فوائد کہ جب ہم اس میں جنس نشوونما پاتا ہے۔ ماں کے خیالات اور ذہنی حالت بچے کے ذہن پر بڑا اثر کرتی رہتی ہے۔ مشہور انگریز فلسفہ نویس برنارڈ شا (Bernard Shaw) اپنے مفہوم انداز میں ایک شبہ تھا جو افرد کو بتاتا ہے کہ ہمیں اپنے والدین کے انتخاب میں احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔

واقعات کی عام رفتار یہ ہوتی ہے کہ توجہات ذہن میں پہنچ کر خیال کی صورت اختیار کرتی ہے۔ جو اسے عمل کا جامہ پہنا دیتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اس عام رفتار میں کسی نسل پر رکاوٹ پیدا ہو جائے۔ جیسے کہ مشین کو کوئی بڑا ٹوٹ جائے۔ تو وہ ٹوک جاتا ہے۔ داخل الفاظ میں کسی چیز نہ ہو۔ ظاہر ہے اس صورت میں تخیل پیدا بھی نہ ہوگا یا خیال پیدا ہو۔ لیکن بعد از اختراع میوے یا درختان کے باعث فعل کی صورت اختیار کر کے مشرق ایک تیز رفتار میں ہیبیک مانگ رہا ہے۔ جس سے ہمارے دوش کے دل میں خیرات دینے کی توجہ پیدا ہوئی ہے۔ بعض لوگ کہتا ہیں کہ ہم نے دانت سے واقف ہونے میں آگے

ان کا ذہن ان کے متبعی کندہ جو بنانا ہے۔ اور توہ خیرات دینے کا خیال ہی پیدا نہیں کرتی۔ کچھ میں خیال پیدا ہوتا ہے لیکن سخت اسے قہر کی صورت دیتے ہیں۔ تیسری صورت یہ ہے کہ وہ خیرات دینا بھی چاہے۔ لیکن استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے اسے صدمہ ہے۔ اس قسم کی مثالوں میں ایک عام شخص کیسے تو ذہنی تربیتی کے ہوا اور کوئی بات نہیں ہے لیکن معارج کیسے بسا اوقات یہ نہایت اہم ہوتی ہے۔

برہنہ دم تو جہات قبول کیے میں۔ ایسا اوقات یہ غیر متوقع طریقہ بہم برائے انداز ہوتی ہیں۔ فوری مسرت جس کی بہت سی صورتیں ہیں۔ حصولی مسرت کا ایک عمدہ درلود ہے۔ عیسائیوں کی لیبون کو ڈور کرنے کے تمام طریقے ناکام رہیں۔ اور کوئی عملی کارکردہ نہ ہو۔ تو مسرت میں یہ قوت ہے کہ وہ صحت عطا کرے۔ ایسی حالت میں چند دن میں مرض کی علامات فوراً جو جاتی ہیں اور آنگھوں میں چمک اٹھ چہرہ پر رونق آجاتی ہے۔ صحت کا یہ درلود ایسا ہے کہ اسی پر مجوزہ کا گمان ہونے لگتا ہے۔ مسرت کی ان صورتوں میں سب سے بااثر محبت ہے۔ یہ امر متنازعہ نہیں ہے کہ ایک شخصیت دوسری پر کس قدر دور رس اثر ڈال سکتی ہے۔ یہ اثر تعلیمی عرصہ میں عادات اور کردار میں جہت، عجز تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ بعض اوقات حالات بھی تو جہات کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ اور بالآخر فعل کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ ایک شخص وقت و رکاز کا والد و مشیط ہے۔ سا اور اپنی مادی آمدنی اس پر صرف کر دیتا ہے۔ اس کی بیوی تپتی کا شکار ہے اور شیشی تمام لکڑی کا شکار کرتی ہے۔ خاندان اس کی پروا نہیں کرتا۔ لیکن ایک وقت آئے۔ کہ اس کی بیوی کو شفا خانہ پہنچا کر نکلتے اس معاول سے واقعہ کا اس پر اتنا گہرا اثر پڑتا ہے کہ وہ شرب خانہ خراب کو ترک کر دیتا ہے۔ اور شرافت سے زندگی بسر کرنے لگتا ہے اس شخص سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ہر برعادت میرا ایسا ہی ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ حالات یا شخصیت کی ایک ذکر کر کے خاص حالت میں انسان کوئی ایک لفظ یا فقرہ بھی ایسا مستطاب ہے جو اس کے دل لگتا ہے۔ اور اس کی زندگی بدل دیتا ہے۔

صفحہ ۱۷ کا قصیدہ

سچ میں اگر مہربان کے متعلق اس کے قسم اور اس سے پیدا ہونے والے افعال کا اندازہ کر لیں تو یہ بہت تعجب برکھ دیا جائے۔ ہر وہ آقا تبار اور پیر کیونکہ جسم کے لفظوں کے ہر اشارہ کو چھوٹے کی نفس میں سم کی نہ رہے۔ اذات سے دودھ سے نفس کو بعینہ اسی قسم کی خدش میں مبتلا دیکھتا ہے۔ ہر وہ جسم ہر وہ قدر پیر کی ہر مستعد کے درمیان ایک خدش کی خدش کی خدش ہوتا۔ اس اصول کے مطابق چوٹی میں تو یہ قہر قہر کر کے بہت زیادہ ہجرت رکھتے ہیں۔ اس قسم کی خدش یا بیوں کی زیادہ وضاحت ہوتی ہے اس کا ٹاؤ کا کل طریقہ جو ہمیں بہت کم معاد پر رکھتے ہیں۔ یہ کہنے کی نفی ہمیں کو بغور قہر کے بہت مہال کرتا ہے۔

کفری تیمم طاعت کی جاتی ہے۔ کوئی شخصیت کی کامل نافرمانی ہوتا ہے، چونکہ اس کی توجہ سبب طاعت سے ہٹا کر صرف ایک مصالح پر مرکوز کر لی جاتی ہے۔ اس لئے وہ اپنے پیش کے حالات سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ مثلاً کہ صرف اسی چیز کو دیکھتا ہے۔ اور دوسری کوئی چیز اس کے پیش نظر نہیں رہتی۔ لیکن عموماً عرصہ کے بعد مرکز عبادت کام سے ہٹ جاتے ہیں۔ اور سبب کو ترک کے اثر سے متاثر ہونے کی صلاحیت حاصل میں آتی ہے۔ توجہ بدلتا ہے۔ اس میں اس سے سبب ہو جاتا ہے۔ اور عملی و فاعلی ملائے جاتے ہیں۔ جس سے اس کی حالت میں تبدیلی آتی ہے۔ صورت میں خاص اپنے خاص کی شاپراہوں کے مسلسل غلبہ سے غلبہ کی حالت میں آتی ہے۔ انسان کی اس معمولی حالت کو کثرت الضحالی (Polydemonism) سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ جب انسان مندرجہ بالا حالت میں پہنچتا ہے۔ تو کثرت الضحالی کی حالت سے نکل کر پہلے واحد الضحالی (Monodemonism) کی حالت میں آتا ہے۔ یعنی صرف ایک چیز پر غلبہ کی حالت میں آتا ہے۔ جس میں خیالات کا ملنسار ہونا نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور بالآخر خلوص (Vacuity) کی حالت میں پہنچ جاتا ہے۔ جس میں خیالات کا ملنسار ہونا معدوم ہو جاتے ہیں۔

مومن کا مرکز غلبہ کی حالت میں آتا ہے۔ جو غلبہ کی حالت میں آتا ہے۔ اور سبب طاعت کی توجہ سے ہٹا کر صرف ایک مصالح پر مرکوز کر لی جاتی ہے۔ اس لئے وہ اپنے پیش کے حالات سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ مثلاً کہ صرف اسی چیز کو دیکھتا ہے۔ اور دوسری کوئی چیز اس کے پیش نظر نہیں رہتی۔ لیکن عموماً عرصہ کے بعد مرکز عبادت کام سے ہٹ جاتے ہیں۔ اور سبب کو ترک کے اثر سے متاثر ہونے کی صلاحیت حاصل میں آتی ہے۔ توجہ بدلتا ہے۔ اس میں اس سے سبب ہو جاتا ہے۔ اور عملی و فاعلی ملائے جاتے ہیں۔ جس سے اس کی حالت میں تبدیلی آتی ہے۔ صورت میں خاص اپنے خاص کی شاپراہوں کے مسلسل غلبہ سے غلبہ کی حالت میں آتی ہے۔ انسان کی اس معمولی حالت کو کثرت الضحالی (Polydemonism) سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ جب انسان مندرجہ بالا حالت میں پہنچتا ہے۔ تو کثرت الضحالی کی حالت سے نکل کر پہلے واحد الضحالی (Monodemonism) کی حالت میں آتا ہے۔ یعنی صرف ایک چیز پر غلبہ کی حالت میں آتا ہے۔ جس میں خیالات کا ملنسار ہونا نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور بالآخر خلوص (Vacuity) کی حالت میں پہنچ جاتا ہے۔ جس میں خیالات کا ملنسار ہونا معدوم ہو جاتے ہیں۔

تیمم کی حالت میں تیمم سے انیت (Ego) یعنی سوچہ اور فکر کی خوافش سے اور مانی پیمانہ کو دراز کرنے کی صلاحیت مندوب ہو جاتی ہے۔ اس کا دور دراز ملاحظہ ضروری ہے (یہ سچے سمجھو)۔ اور حقیقت کے مطابق کام کرنا ہے۔ اس لئے یہ مروجہ ہیئت کی توجہ جلائی دیکھا جائے۔

جس عبادت ایک شخص کے اعمال کا انحصار دلائل کی بجائے من کی ترجمان پر ہوگا۔ اسی حد تک بروقی غلبہ کے تاثر کی صلاحیت میں اس میں کمی ہوتی ہوگی۔ اگر کثرت الضحالی کی حالت میں آتا ہے۔ تو غلبہ کی حالت میں آتا ہے۔ اور دوسرے کو جو اس کے ساتھ معمولی سی غلبہ ہوگی کہے۔ اٹھا کر دے داتا ہے۔ بدترین شکل میں غلبہ کا دور دراز ملاحظہ ضروری ہے (یہ سچے سمجھو)۔ اور حقیقت کے مطابق کام کرنا ہے۔ اس لئے یہ مروجہ ہیئت کی توجہ جلائی دیکھا جائے۔

قرب کی مثال : نظامِ عیسوی میں جو دلچسپہ انداز اعتدال پیدا کرنے کی استعداد ہے۔ اور ایک دوسرے پر ایمان کے باوجود کھڑے کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہے۔ اس کی بہتر مثال قُرب ہے۔ اگر ایک سرخون والے مالدار کا قُرب ہو گا تو کیا منے۔ تو یہ عیسوی عقد کی ادا سے باقاعدہ اور پر اپنے اقتباسی فعل (سکڑنے کے عمل) کو جاری رکھتا ہے۔ کیوں کہ تمام عقد کسان عمل میں رکھے۔ ان میں سے ہم عقد تین ہیں۔ یعنی بِلڈ (Bulldog)، ریمک (Remack) اور ٹوڈوگ (Tudog) (Bulldog, Remack, Tudog) فرائض و تقاضات میں تینوں عقداں کی طرف متوجہ ہیں۔ جنہوں نے ان کا انکشاف کیا ہے۔ ان میں سے اصل الذکر دو عقد حرکتِ مرکب (تحریک کرنے والے) ہیں۔ اور تیسرا انکشاف ہمارے کرنے کا عمل انجام دیتا ہے۔ تجربہ سے اس کی توضیح ہو جاتی ہے۔ قُرب کو کم و بیش دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ تیس حصوں میں ٹوڈوگ اور باقی حصہ میں بقید دو حصوں عقد بولڈ۔ ان دونوں حصوں میں سے پہلے حصے کی حرکت اقتباسی و فاسطی جاری رہے گی۔ اور دوسرا بے حرکت و صامت و مریگا۔ اب اگر دوسرے حصے کو دو ٹوڈوگ میں تقسیم کیا جائے تو ٹوڈوگ والا حصہ بے حرکت رہے گا۔ اور بُلڈ والا حصہ از سر نو دھڑکنے لگے گا۔ ٹوڈوگ عقد اب حرکتِ عقدہ کے عمل پر غور و نظر سے مل کر لیتا ہے۔ مگر دو حرکتِ عقدِ مرغاب آسنے کی طاقت اس میں نہیں ہوتی۔

قائدِ تمام جنس اعصاب میں اس امر کی استعداد ہوتی ہے کہ وہ کھوکھلا کاٹ کر مٹا دے۔ اور تخیم کے مٹا دے۔ اس نظریہ کی پوری تائید ہوتی ہے۔ اگر دماغ کے چند جنسی مراکز کا جسم کے دیگر اعضاء کے ایک عقیدہ صلب پر عمل کیا جائے۔ تو اعلیٰ ترین مراکز میں رکاوٹ کا اثر پیدا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کی حیثیت مختلف افراد میں مختلف درجہ کی ہوتی ہے۔ مثلاً پیشانی پر ہر جہت سے ستم مال کرنے سے اکثر افراد میں مد جسعی اور تخریجی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض شخص میں اس حالت کو قبول کرنے کی قابلیت ان کے بعض خاص اعضاء مثلاً سر کی چوڑیاں، ناک، اور بالوں کی پٹی، غلظت پر (گڑبڑ) کی ہوتی ہے۔ مدد دینی پہاڑی کا جسم، مرغی مفصل (کچی کھال) دان کے بالائی اندر مرنے کی جیسے کہ ٹھنڈے اندر خورنے کی مرنے کی اور نامردی کے ساتھ ساتھ مرنے کی ہے۔ جب ان لوگوں کے جسم کے ان حصوں میں کسی ایک پر ہاتھ پھر جائے۔ تو یہی کار بار شروع کرنے بتایا ہے۔ یہ خوراک تخیم کے پیش درجہ میں آ جاتے ہیں۔

خوش جیوے سرفراز شاہ وچ مانچسٹر

Published by

FREE AMLIYAAT BOOKS ..PDF

FREE AMLIYAAT BOOKS.....pdf

<https://www.facebook.com/groups/freeamliyatbooks/>